تعظیم و محبتِ اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

جمع وترتیب: محمد علی سکندری قادری السندی

یکم محرم الحرام 1444ھ/31 جولاء 2022

ہم جس پر فتن دور سے گزر رہے ہیں اس میں جہاں دیگر فتنوں کی بھرمار ہے وہیں " فتنۂ بغضِ آلِ رسول ﷺ " بھی ہے۔ایک بڑی تعداد کسی نہ کسی درجہ پر اس فتنہ میں ڈوبی نظر آتی ہے۔ کچھ لوگ تو آلِ رسول کے کھلے دشمن ہیں اور کچھ لوگ آلِ رسول کے بارے میں " تنگ دلی " کا شکار ہیں۔

یہ بات اپنی جگہ کہ بعض لوگوں کے ہاں اس تنگ دلی کا سبب گستاخان اور دشمنانِ صحابہ ہے۔ لیکن یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ " دشمنانِ صحابہ " کی مخالفت میں "آلِ رسول ﷺ " ہی سے رخ پھیر لیا جائے۔اور سچ یہ ہے کہ اس رو گردانی کا نقصان آلِ رسول ﷺ کو ہر گز نہیں، اس کا نقصان اسی کو ہے جو آلِ رسول ﷺ سے منہ پھیرتا ہے۔

آل و اصحاب کے معاملے میں سب سے اہم امر ہے " توازن برقرار رکھنا " جو لوگ حبِّ آل رسول ﷺ کے بہانے اصحاب رسول ﷺ کی بے ادبی کر بیٹھے وہ بھی توازن کھو چکے ہیں اور جو بد بخت تعظیمِ اصحاب کی آڑ میں آلِ رسول کے بغضی یا کم از کم آلِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے " تنگ دل " ہوئے بیٹھے ہیں وہ بھی توازن کھو چکے ہیں۔

دشمنانِ اصحابِ رسول ﷺ کی گمراہی اور بد دینی میں تو کسی ایماندار کو ذرا بھر بھی شک نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس وقت سب سے زیادہ خطرناک وہ حضرات ہیں جو " تعظیم صحابہ " کے عنوان سے "آلِ رسول " کے لئے " تنگ دلی " کی اشاعت میں مصروف ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بغض کو " حبِّ آلِ رسول ﷺ " کا نام دینا، یا محبتِ خانوادۂ رسول ﷺ کے پردے میں اصحاب رسول ﷺ کی

بے ادبی کرنا سراسر گمراہی ہے۔آلِ رسول سفینۂ نجات ہے تو اصحابِ رسول ﷺ نجومِ ہدیٰ۔ کسی ایک سے بھی مستغنی ہونے والا غرق ہو جائے گا یا بھٹک کر مرے گا۔

اہلِ سنت کا بیڑا پار اصحابِ حضور نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اللہ کریم جل وعلا نے اولادِ مصطفیٰ ﷺ کو بہت سی شانوں سے نوازہ ہے، اولاد رسول ﷺ کی محبت بحکم قرآن امت پر واجب ہے۔

اللہ جل علا کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ (شوریٰ 23)

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

ایک اور مقام پر رب نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم 96)

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن (لوگوں کی دلوں میں) محبت پیدا کر دے گا۔

آیت مبارکہ کی تفسیر میں محمد بن حنفیہؓ فرماتے ہیں محبت سے مراد حضرت علی اور آپکے اھل کی محبت ہے۔

☆ عَنْ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ، وَيكُونَ عِتْرَتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ عِتْرَتِهِ، وَتكون ذَاتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهِ، وَيَكُونَ أَهْلِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ»

(شعب الایمان 1420، الصواعق المحرقہ 659/2، مسند فردوس 7796)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اور میری ذریت کو اپنے نفس سے زیادہ محبوب نہ بنا لے اور میرے اہل کو اپنے اہل سے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب تر نہ بنا لے۔

☆قال النبی الزموا مودتنا أهل الْبَيْت فَإِنَّهُ من لَقِي الله عز وَجل وَهُوَ يودنا دخل الْجنَّة بشفاعتنا وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ لَا ينفع عبدا عمله إِلَّا بِمَعْرِفَة حَقنا ۔ (الصواعق المحرقہ 498/2)

ہم اہل بیت کی محبت لازمی اختیار کرو اس لیے کہ جو بندہ ہم سے محبت کرتے ہوئے رب لم یزل سے ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہو گا۔ اس ذات مقدسہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کو ہمارے حق کی معرفت کے علاوہ اس کا عمل فائدہ نہیں دے گا۔

یہی وجہ ہے کہ تاجدار صداقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے :

واللّٰهِ لَقَرابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِن قَرابَتِي ۔

اللہ کی قسم ! رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت سے تعلق جوڑنا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔

(بخاری 3712، 4035، 4240، مسلم 1759)

اور تاریخِ دمشق وغیرہ میں اس روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں :

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ اور دیگر اہلبیتِ کرام سے فرمایا:

وَاللّٰه لِأَن أصلكم أحب إِلَيّ من أَن أصل قَرَابَتِي لقرابتكم من رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم ولعظم الْحق الَّذِي جعله اللّٰه لَهُ على كل مُسلم

اللہ کی قسم! آپ لوگوں سے تعلق بنانا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ لوگوں کے رسول اللہ ﷺ سے تعلق اور آپ ﷺ کے عظیم حق کی وجہ سے جسے اللہ جل وعلا نے حضور ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے ہر مسلمان پر لازم کیا۔ (تاریخ دمشق 288/30، الصواعق المحرقۃ 514/2)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کے بارے میں آپ ﷺ کا لحاظ رکھو۔

خاندان رسول ﷺ کا وسیلہ اور سیدنا فاروقِ اعظم:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

عام رمادہ (17 ہجری) کو ہمیں قحط سالی آ پہنچی، ہم نے بارش کی دعا کی لیکن بارش نہیں ہوئی۔ پھر بارش کی دعا کی پھر نہیں ہوئی۔ پھر بارش کی دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی تو سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

لاستسقین غدا بمن یسقینی الله

کل میں نفوس قدسہ کے وسیلے سے دعا کروں گا جن کی برکت سے اللہ جل وعلا مجھے ضرور بارش عطافرمائے گا۔

لوگوں نے کہا: کس کے وسیلے سے؟ مولا علی، امام حسین، امام حسین کے وسیلے سے؟

جب صبح ہوئی تو سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا عباس کے دروازے پہ جا پہنچے اور دورازہ بجایا۔

سیدنا عباس بن عبد المطلب نے فرمایا: کون؟

حضرت عمرِ فاروق نے فرمایا: عمر

سیدنا عباس نے فرمایا: کیا کام ہے؟

حضرت عمر نے فرمایا: باہر تشریف لایئے تاکہ ہم آپ کے وسیلے سے اللہ جل وعلا کی بارگاہ میں بارش کی دعا کریں۔

سیدنا عباس بن عبد المطلب نے فرمایا: آپ بیٹھیں۔

پھر سیدنا عباس نے خاندانِ بنی ہاشم کی جانب پیغام بھیجا کہ سب وضو کر کے اور اچھے کپڑے پہن کر آئیں۔

جب سب لوگ آگئے تو سیدنا عباس نے ان کے لیے خوشبو نکالی اور انہیں لگائی۔

پھر باہر تشریف لائے تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے آگے سامنے رکھا، امامِ حسن دائیں جانب، امامِ حسین بائیں جانب، باقی خاندانِ بنی ہاشم پیچھے۔

پھر سیدنا عمرِ فاروق سے فرمایا: ہمارے بیچ کوئی دوسرا نہ ملایئے۔

پھر سیدنا عباس بن عبد المطلب جائے نماز پہ آئے۔ اللہ جل وعلا کی حمد و ثنا کی اور عرض کی:

اے اللہ! تو نے ہمیں تخلیق فرمایا اور ہمیں بنانے سے پہلے ہمارے اعمال کو جانتا ہے۔ تیرے ہمارے بارے میں علم نے تجھے ہمیں رزق دینے سے منع نہ فرمایا۔ جیسا تو نے ہم پر پہلے فضل فرمایا اب ابھی ہم پر فضل فرما۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے کہ بادل چھا گئے اور ہمارے گھروں کو پہنچنے سے پہلے ہم بھیگ گئے۔

یہ دیکھ کر سیدنا عباس بن عبد المطلب نے پانچ بار فرمایا۔:

میں مَسقِیّ (یعنی جس کی دعا سے پانی عطا کیا جاتا ہے) ابنِ مَسقِیّ ہوں، میں مَسقِیّ ابنِ مَسقِیّ ہوں، میں مَسقِیّ ابنِ مَسقِیّ ہوں، میں مَسقِیّ ابنِ مَسقِیّ ہوں، میں مَسقِیّ ابنِ مَسقِیّ ہوں۔ (تاریخ دمشق 362،361/26)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی سب سے پہلے

حضرت سیدنا امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دیوان ترتیب دینا چاہی تو لوگوں سے مشورہ لیا:

بِمَنْ تَرَوْنَ أَنْ أَبْدَأَ؟

تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کس سے شروعات کروں؟

آپ سے کہا گیا :

ابْدَأْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ بِكَ

اپنے قریب والوں سے شروعات کریں پھر ان کے قریب والوں سے۔

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا :

بَلْ أَبْدَأُ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(اپنے قریبوں سے نہیں) بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریبوں سے شروع کروں گا اور پھر ان کے قریبوں سے۔ (مسند الشافعی 326)

قرابتِ رسول ﷺ باعثِ تفضیل و تقدیم:

حضرت سیدنا عمرِ فاروق نے اپنے دورِ خلافت میں جب وظائف مقرر فرمائے تو بدری صحابہ کے لیے پانچ پانچ ہزار مقرر فرمائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے بارہ بارہ ہزار مقرر فرمائے۔ اور سیدنا عباس بن عبد المطلب کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے بارا ہزار مقرر فرمائے۔

حضرت اسامہ بن زید کے لیے چار ہزار اور سیدنا امامِ حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے لیے رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے پانچ پانچ ہزار مقرر فرمائے۔ جبکہ اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر کے لیے تین ہزار۔

حضرت عبد اللہ بن عمر نے عرض کی :

حضرت اسامہ کے لیے چار ہزار اور میرے لیے تین ہزار کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ ان کے والد کی کوئی ایسی فضیلت نہ تھی جو آپ کو حاصل نہ ہو اور جنابِ اسامہ کی کوئی ایسی فضیلت ہے جو مجھ میں نہ ہو؟

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

إِنَّ أَبَاهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِيكَ وَهُوَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ مِنْكَ

ان کے والدِ گرامی تیرے باپ کی بنسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب تھے اور وہ خود یعنی اسامہ بن زید تمہاری بنسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب تھے۔

(مسند بزار 407/1، شرح معانی الآثار 5434)

تیمور لنگ دربار رسالت میں:

شیخ شمس الدین محمد بن حسن خالدی فرماتے ہیں:

ہمارے بعض اصحاب نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور دیکھا کہ " تیمور لنگ " دربارِ رسالت میں موجود ہیں۔

انہوں نے دیکھتے ہی کہا:

اے دشمن! تو یہاں تک پہنچ گیا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إليك يا محمد فإنه كان يحب ذريتي»

اے محمد (بن حسن خالدی) !

اسے کچھ نہ کہو کیونکہ وہ میری اولاد سے محبت کیا کرتا تھا۔

(رسائل مقریزی210)

ابو عبداللہ فاسی اور سادات :

ابو عبداللہ محمد فاسی کہتے ہیں :

مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے میں نے دیکھا کہ حسینی سادات اہل سنت سے تعصب رکھتے اور بدعات کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس وجہ سے میں ان سے بغض رکھتا تھا۔

ایک روز دن کے وقت میں قبرِ مقدس کے مقابل مسجدِ نبوی شریف میں سویا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ مجھ سے فرما رہے تھے۔

اے فلاں ! کیا وجہ ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے میری اولاد سے بغض ہے ؟

میں نے عرض کی :

یارسول اللہ ! ہرگز نہیں۔ میں " ان " کو ناپسند نہیں کرتا مجھے تو ان کا اہلِ سنت سے تعصب ناپسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ایک فقہی مسئلہ ہے۔ کیا نافرمان اولاد کا نسب برقرار رہتا ہے ؟

میں نے عرض کی : کیوں نہیں یارسول اللہ !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

هذا ولد عاق

یہ نافرمان اولاد ہے۔

ابو عبد اللہ محمد الفاسی کہتے ہیں :

میری آنکھ کھلی تو سادات کے خلاف سارا بغض مٹ چکا تھا اور میں ایسا ہو گیا کہ مدینہ طیبہ کے حسینی سادات میں سے کسی سے بھی ملاقات ہوتی تو میں اس کے اکرام میں مبالغہ کرتا۔ وللہ الحمد والمِنّۃ۔ (رسائل مقریزی 210، الصواعق المحرقہ 694/2)

☆اللہ کریم جل وعلا نے اولادِ مصطفیٰ ﷺ کو اس عزت سے نوازا کہ :

درندے بھی اس نسلِ پاک کی غلامی اور نوکری بجالاتے ہیں۔

علی بن یحیٰ منجم کہتے ہیں کہ :

دولتِ عباسیہ کے امیر جعفر متوکل کے دور میں "زینب" نام کی ایک عورت ظاہر ہوئی اور کہا کرتی کہ وہ سیدنا مولا علی اور سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمہ زہراء کی نسل سے ہے۔

متوکل نے اپنے ہمنشینوں سے کہا:

اس عورت کی سچائی کا کیسے پتا لگایا جائے اور کس سے معلوم کیا جائے؟

متوکل کے ہمنشیں فتح بن خاقان نے کہا:

امام علی بن محمد ہادی کی طرف پیغام بھیجو، وہ آکر اس کی حقیقت بتائیں گے۔

متوکل نے حضرت امام علی بن محمد ہادی کی جانب پیغام بھیجا، جب آپ تشریف لائے تو متوکل نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو اپنے ساتھ تخت پہ بٹھایا۔

پھر عرض گزار ہوا:

یہ عورت ایسے ایسے دعوے کر رہی ہے، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

امام علی ہادی نے فرمایا:

آزمائش بالکل آسان ہے۔ اللہ جل وعلا نے مولا علی اور سیدہ فاطمہ زہراء کی حسنینِ کریمین سے اولاد کا گوشت درندوں پر حرام فرمایا ہے۔آپ اس عورت کو درندوں کے سامنے ڈال دیجیے، اگر سچی ہوئی تو درندے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور اگر جھوٹی ہوئی تو درندے اسے کھا جائیں گے۔

جب "زینب" نامی اس عورت کو یہ بات بتائی گئی تو اس نے اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کر لیا اور اونٹ پر

بیٹھ کر سامراء (عراق کے شہر) کی گلیوں میں اعلان کرنے لگ گئی کہ:

وہ "زینب کذابہ" ہے۔ اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے بیچ سیدہ فاطمہ زہراء کے ذریعے سے کوئی رشتہ نہیں۔

اور "زینب کذابہ" کی باندی دوسرے اونٹ پر بیٹھ کر یہی پکار رہی تھی، یہاں تک کہ وہ شام چلی گئی۔

اس طرح اس عورت کا معاملہ جعفر متوکل کے سامنے واضح ہو گیا۔

چند دن بعد علی بن جہم نے متوکل سے کہا:

امیر المؤمنین ! اگر آپ یہی بات خود امام علی بن محمد ہادی پہ آزما کر دیکھیں تو ان کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی۔

جعفر متوکل نے کہا: میں کرتا ہوں۔

پھر جعفر متوکل نے فتح بن خاقان سے کہا:

درندوں کے رکھوالوں سے جا کر بولو کہ تین درندے لے کر آئیں اور اس محل میں لا کر اس کے صحن میں چھوڑ دیں۔ ہم بیٹھ کر سارا منظر دیکھیں گے اور زینے کا دروازہ بند کر دیں گے۔امام علی بن محمد ہادی کو بلوائیں گے ، جب وہ آ کر محل کے دروازے میں داخل ہو کر صحن میں آ جائیں گے تو پچھلا دروازہ بند کر کے انہیں درندوں کے ساتھ چھوڑ دیں گے۔

علی بن یحییٰ کا کہنا ہے کہ :

میں اور ابنِ حمدون بھی اسی جماعت میں تھے۔ ابنِ خاقان نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت امام علی بن محمد ہادی کو بلایا گیا۔جب آپ اندر آ چکے تو دروازہ بند کر دیا گیا اور درندے دھاڑ رہے تھے۔

جب امام علی بن محمد ہادی زینے کی جانب بڑھنے کے لیے صحن میں چلے تو درندے آپ کی جانب لپکے۔ لیکن درندوں کی دھاڑ خاموشی میں بدل چکی تھی اور ان کی کوئی حس وحرکت سنائی نہیں دے رہی تھی۔ درندے امام علی ہادی کے ساتھ اپنا آپ مس کرنے اور امام علی کے گرد چکر کاٹنے لگ گئے اور امام علی ہادی نے شفقت سے اپنی آستین ان

کے سر پہ پھیری۔ پھر وہ درندے اپنے سینے زمین پہ رکھ کر بیٹھ گئے، نہ بولے اور نہ دھاڑے یہاں تک کہ امام علی ہادی زینے پہ چڑھ کر متوکل کے پاس آئے، کچھ دیر بات چیت کرنے کے بعد واپس تشریف لے جانے کے لیے نیچے اترے تو دوبارہ درندوں نے وہی کیا جو پہلی بار کیا تھا۔

امام علی ہادی محل سے نکل کر گھر تشریف لے گئے تو جعفر متوکل نے بطور ہدیہ مالِ کثیر حضرت امام علی ہادی کی طرف بھیجا۔

پھر متوکل نے اپنے ہمنشینوں سے کہا:

اللہ کی قسم! اگر تم میں سے کسی نے لوگوں کو (آلِ رسول اور بالخصوص علی بن محمد ہادی کی یہ کرامت) بتائی تو میں تم سب کی گردنیں کاٹ دوں گا۔

علی بن یحییٰ کا کہنا ہے کہ: متوکل کی زندگی میں کسی کی جرات نہ ہو سکی کہ یہ بات لوگوں کو بتائے۔ جعفر متوکل کے مرنے کے بعد حاضرین نے یہ واقعہ عام کیا۔

(نظم درر السمطین 301،302)

سامعینِ کرام!

یہ واقعہ "آلِ رسول ﷺ" کی عظمت ورفعت کا ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیں سمجھاتا ہے کہ:

جو شخص آلِ رسول ﷺ اور اولادِ بتول کے اعزاز واکرام کا لحاظ نہیں کرتا وہ خونخوار درندوں سے بھی بدتر ہے۔ ظاہری طور پر انسان تو ہو سکتا ہے، لیکن حقیقت میں

"درندے" اس سے بہتر ہیں جن میں آلِ رسول ﷺ کے لیے اکرام کے جذبات موجود ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے لوگوں کی بے رخی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُهُمْ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِحُبِّي يَرْجُونَ أَنْ يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِي، وَلَا تَرْجُوهَا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

اس ذات کی قسم جس کے دست میں میری جان ہے ! ان میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک تم لوگوں سے میری وجہ سے محبت نہ کرے۔

انہیں امید ہے کہ وہ میری شفاعت سے جنت میں چلے جائیں گے اور (کیا) اولادِ عبد المطلب کو اس کی امید نہیں؟

(معجم اوسط 4647، 7761، معجم صغیر 667، 1037)

☆سیدنا مولا علی مشکل کشا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

أساس الإسلام حبي وحب أهل بيتي

اسلام کی بنیاد میری محبت اور میرے اہلِ بیت کی محبت ہے۔

(تاریخِ دمشق 241/43)

☆حضرت مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى خِصَالٍ ثَلَاثٍ: عَلَى حُبِّ نَبِيِّكُمْ، وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَعَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

اپنی اولادوں کو تین باتیں سکھاؤ:

اپنے نبی ﷺ کی محبت۔

اپنے نبی ﷺ کے اہلِ بیت کی محبت۔

قرآنِ پاک کی تلاوت۔

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ 185/8)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی روایت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ بِهِ مِنْ نِعْمَةٍ، وَأَحِبُّونِي لِحُبِّ اللَّهِ، وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي»

اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ کی محبت کے لیے مجھ سے محبت کرو۔ اور میری محبت کے لیے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

(فضائل الصحابۃ 1952، معانی الاخبار للکلاباذی ص 20، مستدرک علی الصحیحین 4716، حلیۃ الاولیاء 211/3، الآداب للبیہقی 852، الاعتقاد للبیہقی ص 327، شعب الایمان 404، 1315، مناقب علی لابن المغازلی 179، 180، الاحادیث المختارۃ 383، الاربعون البلدانیۃ لابن عساکر ص 49)

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی روایت

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَثْبَتُكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ أَشَدُّكُمْ حُبًّا لأهل بيتي

تم میں سے پل پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہے جو میرے اہلِ بیتِ کرام سے زیادہ شدت سے محبت کرنے والا ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال 566/7)

سامعینِ ذی قدر!

ایک طرف ہے آلِ رسول ﷺ سے محبت اور دوسری طرف ہے اس کاندانِ پاک سے بغض۔ جہاں آلِ رسول ﷺ سے محبت آکد ترین واجبات سے ہے وہاں اس خاندانِ عالیشان کے بارے میں معمولی سے معمولی بغض وعناد بھی دنیا وآخرت کی حرماں نصیبی کا سبب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی روایت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: أَنْ يُثَبِّتُ قَائِمَكُمْ، وَأَنْ يَهْدِيَ ضَالَّكُمْ، وَأَنْ يُعَلِّمَ جَاهِلَكُمْ، وَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَكُمْ جُوَدَاءَ نُجَدَاءَ

رُحَمَاءَ، فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ

اے اولادِ عبد المطلب!

میں نے اللہ سے تمہارے لیے تین باتوں کا سوال کیا ہے:

تمہارے کھڑے ہونے والے کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔

تمہارے خود رفتہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

تمہارے بے علم کو علم کی دولت سے نوازے۔

اور میں نے اللہ سے سوال کیا کہ تمہیں سخی، دلیر، مہربان بنائے۔

اگر کوئی شخص رکن و مقامِ ابراہیم کے بیچ کھڑا رہے، نماز اور روزے میں مشغول رہے، پھر اللہ جل وعلا سے اس حال میں ملے کہ وہ اہلِ بیتِ محمد ﷺ سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔(المستدرک علی الصحیحین 4712)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَبْغَضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، ہم اہلِ بیت سے جو بھی بغض رکھے گا اللہ تعالی اسے آگ میں ڈالے گا۔

(مستدرک علی الصحیحین 4717، مناقبِ علی لابن المغازلی 181)

ابنِ عربی فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے اہلِ قرابت اور اپنے اہلِ بیت کے بارے میں جس مودت کا تقاضا فرمایا ہے، اس کی پاسداری نہ کرنا بھی اللہ کے رسول ﷺ سے خیانت بنے گی۔

کیونکہ اہلِ قرابت واہلِ بیت سے ہماری محبت کے معاملے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیتِ کرام برابری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پس جو شخص اہلِ بیت کو ناپسند کرے اس نے رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کیا کیونکہ آپ ﷺ بھی اہلِ بیت کا فرد ہیں اور اہلِ بیت کی محبت تقسیم نہیں ہوتی (کہ کسی ایک سے ہو اور دوسرے سے نہ ہو) کیونکہ محبتِ اہلِ بیت "اہل" سے متعلق ہے نہ کہ افرادِ اہلِ بیت میں سے کسی معین شخص سے۔ لہٰذا خیال رکھو اور اہلِ بیتِ کرام کی قدر پہچانو۔ پس جس شخص نے اہلِ بیت سے خیانت کی اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے خیانت کی۔

اس کے بعد ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

مجھے ایک قابلِ اعتماد شخص نے مکہ میں بتایا۔ کہا کہ ساداتِ مکہ کے لوگوں کے ساتھ معاملات کو میں ناپسند کیا کرتا تھا۔ ایک روز خواب میں سیدہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا مجھ سے چہرہ پھیرے ہوئے تھیں۔

میں نے سلام عرض کیا اور چہرہ پھیرنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا:

"تو سادات کی برائی کرتا ہے۔"

میں نے عرض کی: سیدہ آپ دیکھتی نہیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟

سیدہ زہراء نے فرمایا:

کیا وہ میرے بیٹے نہیں؟؟؟

میں نے عرض کی: میں ابھی توبہ کرتا ہوں۔

جب میں نے یہ عرض کی تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے میری طرف توجہ فرمائی اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔

فلا تعدل باہل البیت خلقا ..... فاہل البیت ہم اہل السیادۃ

پس تُو اہلِ بیت کے برابر کسی مخلوق کو نہ سمجھ کیونکہ اہلِ بیت ہی سرداری والے ہیں۔

فبغضهم من الإنسان خسر ..... حقيقي وحبهم عبادة

پس انسان کا اہلِ بیت سے بغض حقیقی خسارہ ہے اور ان کی محبت عبادت ہے۔

(الفتوحات المكية 139/4)

سامعینِ ذی قدر!

منبر کی بناوٹ ہی وعظ ونصیحت کے لیے ہے، لہٰذا بر سر منبر کوئی شقی القلب ہی ہو گا جو اچھی بات نہ کرے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اچھائی ہماری گفتگو سے چَھن کر ہماری عملی زندگی میں بھی نظر آئے۔

یہی معاملہ اہلِ بیتِ کرام کی تعظیم وتوقیر کا ہے۔ ہم میں سے شاید ہی کوئی ایسا سنی مسلمان ہو جو زبانی طور پر اہلِ بیتِ کرام کی عظمت کا قائل نہ ہو، لیکن جب ہم اپنے کردار کو

دیکھتے ہیں تو گفتار سے یکسر مختلف نظر آتا ہے اور یہ فرق اس وقت زیادہ واضح ہو جاتا ہے جب کسی سید زادے کی طرف سے ہمارے حق پر "ظاہری" دست درازی پائی جائے۔۔۔ ایسی حالت میں سادات کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کر پانا ہی اہلِ بیتِ کرام سے حقیقی محبت اور ان کے حق کی درست معرفت کی علامت ہے۔

نوٹ: یہ مواد محقق العصر مصنف کتبِ کثیرہ تدریس و تصنیف کے بے تاج بادشاہ مفتیٔ اعظم مفتی محمد چمن زمان نجم القادری زید شرفہ کی تحریرات سے لیا گیا ہے۔